تمباکونوشی شریعت و فطرت، صحافت و حکومت اور طب و حکمت کی نظر میں

قسط نمبر۴ آخری

تحریر☆محمد منیر قمر سیالکوٹی
ترجمان شریعت کورٹ الخبر

اپریل کے شمارہ میں اس مضمون کی قسط بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر شائع نہیں کی جا سکی۔ اس لئے قارئین کرام سے گزارش ہے کہ مارچ کے بعد کی قسط مئی یعنی اس موجودہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

نفسیاتی و اجتماعی اضرار

تمباکو نوشی و تمباکو خوری طبی نقصانات کی طرح ہی یہ نفسیاتی و اجتماعی اور اقتصادی و مالی اعتبار سے بھی بہت سخت نقصان دہ چیز ہے۔ چنانچہ ماہرین نے ثابت کیا ہے کہ تمباکو کا استعمال انسان کے فہم و فراست اور عقل و ذکاوت کو بھی دیمک کی طرح چاٹتا رہتا ہے اور کند ذہن بنانے کا سبب بنتا ہے۔

مسٹر ایڈیسن کا کہنا ہے کہ سگریٹ نوشی اعصاب کے مراکز اور دماغ کے خلیوں پر بڑا خطرناک اثر ڈالتا ہے اور یہ عادت نوجوانوں میں علمی و ادبی معیار کو گرا دیتی ہے اور ان میں جرائم کے ارتکاب کا میلان پیدا کرتی ہیں اور جامعہ کولمبیا کے ڈاکٹر جون نے کہا ہے کہ تمباکو نوشی سے دماغی خواص کے انعدام کی وجہ سے اس کے عادی لوگوں میں اخلاقی ذمہ داریوں کا شعور کم سے کم تر ہوتا جاتا ہے اور وہ جھوٹ، نفاق اور چوری جیسی عادات میں گرفتار ہوتا جاتا ہے۔ (الدخینہ ص ۵۸، ۵۹ بحوالہ الحوار المبین ص ۱۰۲۔۱۰۳)

اور عقل و ذکاوت پر تمباکو نوشی کا صحیح اندازہ ان رپورٹس سے بھی کیا جا سکتا ہے جن

میں سے ایک بعض امریکی ماہرین کی تیار کردہ ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ تیئس (٢٣) طالبعلموں کو تعلیمی اداروں سے کند ذہنی کی وجہ سے خارج کر دیا گیا جن میں اکیس (٢١) سگریٹ نوشی کرنے والے تھے اور صرف دو ایسے تھے جو طبعی طور پر ایسے تھے جبکہ ان میں سے کلارک کے سروے کے مطابق ممتازی حیثیت سے پاس ہونے والوں میں سے کل ١٨ء٣% ایسے طالب علم تھے جو سگریٹ نوشی کے عادی تھے اور ان کے مقابلہ میں ٦٨ء٥% وہ طالب علم تھے جو سگریٹ نوشی نہیں کرتے تھے۔ (التدخین فی ضوء ص ٦٧)

ایسے ہی امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی ریاض کی طرف سے شائع کردہ کتاب "اضرار المسکرات والمخدرات" میں مذکور ہے کہ تمباکو نوشی انسانی مزاج کو قلق و اضطراب میں مبتلا کرتی ہے اور ان لوگوں میں عصبیت و چڑچڑا پن اور دوسروں پر تسلط جگاتے اور رعب جماتے رہنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ (اضرار المسکرات والمخدرات ص ٤٩ وانظر موقف الاسلام ص ١٩٧)

اقتصادی ومالی اضرار:

اور تمباکو نوشی کے مالی اضرار و نقصانات اور اقتصادیات پر اس کے اثر کا اندازہ لگانا ہو تو صرف اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ متوسط درجے کی تمباکو نوشی کرنے والا شخص روزانہ ایک پیکٹ پھونک دیتا ہے اور اگر اس کا روزانہ کا دو درہم خرچہ شمار کر لیا جائے تو ایک ماہ میں ساٹھ درہم اور ایک سال میں ٧٢٠ درہم ایسے گئے جو دینی و دنیاوی کسی بھی کام میں نہ آئے بلکہ اس مالی نقصان کے ساتھ ساتھ طبی نقصان کا باعث بھی بن گئے اور یہ انتہائی متوسط درجے کا تخمینہ ہے جبکہ بعض لوگ تو سالانہ دو دو ہزار درہم تمباکو نوشی پر صرف کر دیتے ہیں جو پاک و ہند کے دس بارہ ہزار روپے سالانہ بنتے ہیں۔ اس تخمینہ میں وہ اخراجات شامل نہیں جو خوبصورت ڈیزائنوں کے ایش ٹرے اور لائٹرز خریدنے پر اٹھتے ہیں اور پھر دانتوں سے تمباکو نوشی کے اثرات دور کرنے والی کریموں اور پیسٹوں پر اخراجات الگ ہیں۔ اس طرح تمباکو نوشی کرنے والے لوگ اپنی عمر میں لاکھوں روپے جلا دیتے ہیں۔ اور یہ ایک شخص کے تمباکو نوشی کے اخراجات ہیں۔ انہیں ذرا کسی ملک کے عوام کی تعداد کے حساب سے

دیکھیں کہ مبلغ کتنا ہوش ربا بن جاتا ہے اور اگر سگریٹ نوشی کرنے والوں کی بے احتیاطی سے رونما ہونے والی آتش زنی کے نقصانات کو بھی جمع کیا جائے کہ فلاں کارخانے میں جلتے ہوئے سگریٹ کا آخری ٹکڑا گرانے سے آگ لگ گئی۔ فلاں گودام جل گیا' فلاں گھر میں آگ لگ گئی' دوکان جل گئی' یہ جل گیا وہ جل گیا' ان خسائر کو بھی تو تمباکو نوشی کرنے والوں کے کھاتے میں ہی ڈالنا پڑے گا۔ پھر تمباکو کے نتیجہ میں پھیلنے والی بیماریوں اور ان کے علاج معالجہ پر جو اخراجات اٹھتے ہیں ان سب کو بھی سامنے رکھیں کہ ان سب کا تو حساب لگانا بھی ناممکن ہے۔

فطرت سلیمہ کا فیصلہ: ان سب امور سے قطع نظر تمباکو کے استعمال کو تو فطرت سلیمہ بھی روا نہیں کہتی۔ حتیٰ کہ اس کا استعمال کرنے والے لوگ بھی اگرچہ زبان سے نہ سہی مگر اپنے فعل سے اسے برا قرار دیتے ہیں مثلاً کوئی کتنا بھی عادی کیوں نہ ہو۔ مسجد حرام' مسجد نبوی حتیٰ کہ دنیا کی کسی بھی مسجد میں بیٹھ کر اسکا استعمال نہیں کرتا۔ محض اس لئے کہ مساجد اللہ کے گھر اور شرف و عظمت والے مقامات ہوتی ہیں اور یہ چیز اچھی نہیں ہے۔ بلکہ فطرت سلیمہ نے تمباکو کا جو مقام متعین کیا ہے وہ اس کے استعمال کرنے والوں کے اپنے فعل سے واضح ہے کہ سگریٹ بیڑی پینے اور نسوار کھانے والے لوگ جب مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو سگریٹ بیڑی کے پیکٹ اور نسوار کی ڈبیا جوتے میں ڈال جاتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ تمباکو کا حقیقی مقام "جوتے" ہی ہیں۔

اور پھر عموماً دیکھا گیا ہے کہ تمباکو کا استعمال کرنے والے لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ان کے بچے بھی اس کے عادی ہوں بلکہ انہیں اس فعل پر ڈانٹ ڈپٹ کی جاتی ہے جبکہ دوسری جائز و مباح اشیاء کے استعمال پر ایسا نہیں ہوتا۔ مثلاً بچہ سیب کھا رہا ہے جس کی قیمت ایک درہم یا پانچ چھ روپے بنتی ہے اس پر اس کا باپ اسے منع نہیں کرے گا مگر جب اس کے ہاتھ میں جلتا ہوا سگریٹ یا بیڑی دیکھے گا تو اسے مارنے کو دوڑے گا۔ آخر کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ جائز و حلال اور مفید ہے جبکہ یہ ناجائز و ممنوع اور نقصان دہ

ہے۔ یہ بھی فطرت سلیمہ کی گواہی ہے۔ (موقف الاسلام ص ۱۹۸۔ ۱۹۹)

مباح کہنے والوں کی آراء پر نظر ثانی:

اب آپ ہماری ذکر کردہ تفصیلات کو نگاہ میں رکھ کر تمباکو کے استعمال کو مباح کہنے والوں کی رائے پر غور کریں تو اس کا وزن یقیناً خود بخود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ جس کی طرف ہم مختصر اشارہ کر بھی آئے ہیں اور سابقہ تفصیلات سامنے آ جانے کے بعد ان کے دلائل کے جائزہ کو سمجھنا اب اور بھی آسان ہو گیا ہے لہٰذا اب آئیے ان کے اقوال پر نظر ثانی کر لیں۔ چنانچہ:

۱)۔۔۔ شیخ عبدالغنی نابلسی نے جو کہا ہے کہ تمباکو ان چیزوں میں سے ہے جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے سکوت فرمایا ہے۔

تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ بات علی الاطلاق صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ؐ نے تمباکو کا نام تو واقعی نہیں لیا کیونکہ عالم اسلامی، عالم عرب حتیٰ کہ مفتوحہ علاقوں میں بھی یہ اس وقت تک پایا نہیں جاتا تھا اور آپ ؐ کی ہمہ گیر تعلیمات میں ہی نام نہ سہی مگر وصف سے تو اس کی ممانعت موجود ہے۔ جیسا کہ ابو داؤد و مسند احمد کی حدیث، علماء مذاہب کی تصریحات کے دوران بار بار گزری ہے جس میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن کل مسکر و مفتر

کہ نبی اکرم ﷺ نے ہر نشہ آور اور فتور پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے۔

اس طرح نبی اکرم ﷺ نے ایک قائدہ کلیہ وضع فرما دیا جو جس چیز پر پورا آ جائے وہ ہی ممنوع ہو جاتی ہے۔ اس کا نام چاہے کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ پھر شریعت اسلامیہ کا اصول ہے کہ اس نے نفس و مال اور عقل و دین ہر چیز کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور تمباکو ان چاروں چیزوں کیلئے نقصان دہ ہے۔ تو گویا تمباکو ان چیزوں میں سے نہ رہا جن کے بارے میں

آپ ﷺ نے سکوت فرمایا ہے لہٰذا اس اعتبار سے بات صاف ہو گئی۔

۲)۔۔۔ اب رہا شیخ علی اجہوری کا یہ کہنا کہ تمباکو نوشی شروع کرنے والے کو جو فتور حاصل ہوتا ہے اس سے عقل تو زائل نہیں ہوتی۔

موصوف کی یہ بات صحیح نہیں کیونکہ اسے شروع کرنے والے اور ایک عرصہ چھوڑ کر دوبارہ شروع کرنے والے کے مبتلائے فتور ہونے میں کوئی شک نہیں رہا۔ جیسا کہ اہل علم اور ماہرین طب و صحت کے اقوال و تحقیقات اور تجربات ذکر کئے جا چکے ہیں اور ان پر مستزاد وہ واقعہ بھی ہے جسے شیخ محمد بن ابراہیم نے اپنے فتویٰ میں نقل کیا ہے۔ جس میں استاد مصطفیٰ الحمامی خود کو پیش آنے والا واقعہ آپ بیتی کے طور پر بتاتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میرے بعض دوستوں نے مجھے قسم دے دی کہ میں ان کے ساتھ سگریٹ پیوں۔ میں نے ایک کش ہی لگایا تھا کہ سوت کاتنے والے چرخے کی طرح زمین گھومتی نظر آنے لگی اور اگلے دن جا کر کہیں ہوش ٹھکانے لگے۔ (فتویٰ ص ۱۴۔ ۱۵)

اور پھر یہ بات تو کسی بھی وقت اور کسی بھی غیر عادی شخص پر آزمائی جا سکتی ہے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا

اب رہا معاملہ عادی ہو جانے والے کی عقل کے ضائع نہ ہونے کا معاملہ تو یہ اختلاف طبائع پر منحصر ہے۔ جیسا کہ کسی کو ایک گھونٹ شراب بھی بے حال کر دیتی ہے اور کسی کو پورا گلاس بھی نہیں گراتا۔ مگر اس کے باوجود شراب کی غیر نشہ آور مقدار کو کوئی بھی حلال نہیں کہتا۔

۳)۔۔۔ اور انہی شیخ موصوف کا یہ کہنا کہ اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ یہ عقل کو زائل کر دیتا ہے تب بھی یہ الگ درست ہے کہ تمباکو نشہ آور نہیں اور جب یہ نشہ و مستی نہیں لاتا تو جائز ہوا۔

یہ بات بھی موصوف کا تسامح ہے۔ ورنہ ہم کثیر علماء و ماہرین طب کے اقوال ذکر کر چکے ہیں کہ یہ تمباکو اولاً تو عام لغوی معنی میں نشہ آور ہے۔ اور اگر یہ مستی نہیں لاتا تو اس سے اس کے نشہ آور ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ہر نشہ آور کو

حرام قرار دیا ہے وہ مستی لائے یا نہ لائے۔

اور یہ جب کچھ لوگوں کے لئے نشہ آور ہے اور عادی لوگوں کیلئے نہیں تو وہ کچھ لوگوں کی مقدار ہی اسکے حکم کیلئے کافی ہے اور پھر اگر علی وجہ التنزل یہ بھی مان لیا جائے کہ یہ نشہ آور نہیں تو اس سے انکار ممکن ہی نہیں کہ یہ مخدر و مفتر ہے۔ اور ارشاد نبوی ؐ کی رو سے مفتر بھی ممنوع ہے اور اس کے خطرناک اضرار اس پر مستزاد ہیں تو پھر یہ جائز و مباح کیسے ہو سکتا ہے۔

۴)۔۔۔ اور شیخ محی الدین کردی کا "منافع میں اصل اباحت" کے قائدہ سے تمباکو کو مباح قرار دینا بھی ایک غیر مستقیم رائے ہیں۔ کیونکہ اس قائدے کا اطلاق صرف اس وقت درست ہے جب اضرار کی نسبت منافع کا پہلو راجح ہو جبکہ یہاں تو معاملہ ہی بالکل الٹ ہے اور طبی تحقیقات و ماہرین نفسیات و اقتصادیات نے روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ اس کے معمولی مالی فائدوں کی نسبت اس کے طبی و اخلاقی، نفسیاتی و اجتماعی اور اقتصادی و مالی نقصانات بہت ہی زیادہ ہیں۔ لہٰذا منافع میں اصل اباحت کا قاعدہ تمباکو پر کیسے فٹ کیا جا سکتا ہے اور حسن ظن کا تقاضا یہ ہے کہ موصوف نے شاید یہ بات اس وقت کہی ہو جبکہ تمباکو کے اضرار ابھی ظاہر نہ کئے گئے ہوں یا موصوف کو ان کی اطلاع نہ ہوئی ہو جبکہ ضرر رساں اشیاء میں اصل اباحت کے قاعدہ کو انہوں نے خود بھی تسلیم کیا ہے۔

۵)۔۔۔ اور شیخ کردی نے ہی یہ بھی جو کہا ہے کہ اسے مباح قرار دینے میں مسلمانوں کیلئے ایک قسم کا دفع حرج ہے کیونکہ اس میں بکثرت لوگ مبتلا ہو چکے ہیں اور ایسی حالت میں اس کی حلت کا فتویٰ ہی آسان ہے۔ نبی رحمت ﷺ کو بھی جب دو چیزوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ؐ آسان ہی کا انتخاب کرتے تھے۔

اگر موصوف کی دفع حرج والی اس رائے کو مطلقاً صحیح مان لیا جائے تو پھر بہت سی حرام اشیاء کو جائز و حلال قرار دینا پڑے گا۔ مثلاً شرابی لوگوں کو شراب نوشی ترک کرنے میں حرج محسوس ہوتا ہے اور اسے مباح قرار دینے میں آسانی پاتے ہیں۔ زانیوں کو ترک زنا میں حرج نظر آتا ہے اور اگر ان کے لئے کوئی شخص اس فعل کو مباح قرار دے دے تو

اس میں ان کے لئے آسانی ہے اور تارکین نماز کو نماز کی ادائیگی میں حرج نظر آتا ہے اور ترک نماز میں آسانی۔ تو کیا ہم ایسے حرج کو دفع کرنے کے لئے محرمات کو مباح اور ترک واجبات کو جائز قرار دینے لگ جائیں گے؟ ہرگز نہیں۔

۶)۔۔۔ اور رہا نبی اکرم ﷺ کا دو میں سے آسان کو اختیار فرمانا۔ تو وہ اس شرط کے ساتھ ہوتا تھا کہ اس میں کوئی گناہ و ضرر نہ ہو جیسا کہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ مسلمانوں کے سامنے ہے اور ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے دو میں سے کسی ایسے امر کو اختیار فرمایا ہو جس میں گناہ و ضرر ہو۔ جیسا کہ تمباکو میں ہے۔ آپ ﷺ صرف وہی امر اختیار فرمایا کرتے تھے جس میں رضائے الٰہی ہوتی تھی اور بھلا ہمیں کوئی بتلائے تو سہی کہ تمباکو نوشی میں کس کی رضا ہے؟ رحمان کی یا شیطان کی۔ اور پھر شارع حکیم نے محرمات سے اجتناب کے حکم میں یہ شرط تو نہیں لگائی کہ یہ صرف اس وقت ہو۔ جب اس میں کوئی حرج نہ ہو' بلکہ مطلق منع فرمادیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے ارشاد نبوی ہے۔

مانهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به منه ما استطعتم۔

"جس سے میں نے تمہیں روک دیا ہے اس سے رک جاؤ اور جس کام کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے اسے بقدر استطاعت بجالاؤ۔"

امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ جامع العلوم والحکم میں اس ارشاد کی شرح کے دوران لکھتے ہیں کہ موضوع میں تحقیق یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندوں کو کوئی ایسا کام کرنے کا حکم نہیں دیا جو ان کی طاقت سے باہر ہو بلکہ رحم و کرم کرتے ہوئے کئی مشقت والے امور ساقط فرما دیئے ہیں البتہ جن کاموں سے منع کیا ہے وہاں کسی بھی عذر کی بناء پر یا لذت و شہوت کے داعیہ کے پیش نظر ان کے ارتکاب کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ بلکہ بالکلیہ ترک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور جن محرمات کو اضطرار و مجبوری کی شکل میں مباح کیا ہے وہ بھی صرف اس حد تک کہ جان بچ جائے۔ لذت و شہوت کی غرض سے اس کی اجازت نہیں دی

گئی۔(جامع العلوم ص ۹۱)

۷)۔۔۔ اور شیخ کردی نے جو یہ کہا ہے کہ جن طبائع کے لئے مضر ہو ان کے لئے حرام ہے اور جن کے لئے مضر نہ ہو ان کے لئے مباح۔

یہ بات بھی موصوف کے تحقیقات جدیدہ سے عدم واقفیت پر مبنی ہے۔ ورنہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ سب کیلئے یکساں مفید ہے اور کوئی بھی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ زہر بعض کے لئے تو کھانا مباح اور بعض کے لئے ممنوع۔ بالکل وہی مثال تمباکو کی بھی ہے کہ یہ بھی مدھم اثر زہر ہے اور اسے بطور علاج کیسے کھایا جا سکتا ہے۔(انظر موقف الاسلام ص ۱۹۹۔ ۲۰۵)

اس تفصیل سے تمباکو کے استعمال کو مباح کہنے والوں کے دلائل کی قلعی کھل گئی ہے اور جو لوگ اسے محض مکروہ کہتے ہیں اگر اس سے مراد مکروہ تحریمی ہو تو یہی صحیح رائے ہے۔ اگر مکروہ تنزیہی مراد لیتے ہوں تو پھر کہا جا سکتا ہے کہ اس کے اضرار کی تفصیل نظر سے نہ گزرنے کی وجہ سے ایسا ہوا ہو گا۔ ہمیں یہی حسن ظن رکھنا چاہیے ورنہ وہ بھی اس کے ناجائز ہونے کا فتویٰ ہی دیتے۔

شراب اور دیگر منشیات کی تجارت و کاشت اور حاصل شدہ مال کی شرعی حیثیت

ہم نے شراب اور دیگر منشیات کے بارے میں شرعی حکم، ان کے طبی و اخلاقی، روحانی و دینی اور اقتصادی و مالی اضرار و نقصانات، قرآن و سنت کی نصوص، آثار صحابہ و تابعین کی روشنی میں، ماہرین طب و اقتصادیات و اخلاقیات کی تحقیقات کے پیش نظر اور مختلف مسالک کے علماء کرام کی تصریحات و فتاویٰ، نیز عقل صریح اور فطرت سلیمہ کی روشنی میں ذکر کئے ہیں۔ اس اعتبار سے تو یہ موضوع الحمدللہ کسی حد تک پایہ تکمیل کو پہنچا۔

آخر میں ہم اس موضوع سے گہرا تعلق رکھنے والی ایک آخری شق بھی ذکر کر دینا

مناسب سمجھتے ہیں وہ شق ہے منشیات و مخدرات اور مفترات کی تجارت۔

سوالات:

۱)۔۔۔ کہ آیا شراب اور ان دیگر اشیاء کی تجارت و خرید و فروخت جائز ہے یا ناجائز؟

۲)۔۔۔ اور اس تجارت سے حاصل ہونے والا مال حلال ہے یا حرام و ناجائز؟

۳)۔۔۔ اور افیون کے حصول کیلئے پوست کے پودوں کی اور دیگر منشیات کیلئے حشیش و بھنگ کے پودوں کی کاشت جائز ہے؟ یا ممنوع؟

جواب:۔ (ا) اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ امام قرطبی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

اجمع المسلمون علی تحریم بیع الخمر (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۳، جزء ۶، ص ۲۸۶)

شراب کی بیع و شراء یعنی تجارت کے حرام ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

اور اس کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ نے شراب اور اس کے نچوڑنے، پینے، پلانے اور اٹھانے والے دس اشخاص پر لعنت فرمائی ہے۔

صحیحین و مسند احمد اور سنن اربعہ کی ایک اور حدیث میں ہے:

ان اللہ و رسولہ حرم بیع الخمر

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب کی بیع و تجارت کو حرام کیا ہے۔

اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شراب کی بیع کے حرام ہونے میں ہر نشہ آور چیز کی بیع کا حرام ہونا شامل ہے۔ وہ چیز سیال ہو یا جامد۔ کچا رس ہو یا پکایا ہوا۔ (زاد المعاد محقق ۵ / ۷۴۷)

اور انہی احادیث کے پیش نظر اہل علم نے لکھا ہے کہ شراب کی نقل و حمل کیلئے اور خرید و فروخت کیلئے گھر، دوکان، گاڑی اور جہاز کو کرائے پر دینا بھی حرام ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے جن دس اشخاص پر لعنت فرمائی ہے ان میں سے ہی ایک اٹھانے والا بھی ہے۔ وہ چاہے کسی بھی طریقہ سے اسے اٹھائے اور اس غرض کیلئے دوکان، مکان یا گاڑی

کرائے پر دینا اس لئے بھی حرام کیا گیا ہے کہ سورۂ مائدہ میں ارشاد الٰہی ہے:

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ (سورۃ المائدۃ)

بر و تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ و عدوان کے کاموں میں کسی سے مت تعاون کرو۔

اور جو شخص جان بوجھ کر اپنی دوکان، مکان یا گاڑی کرائے پر دیتا ہے وہ گناہ کے کام میں معاونت کرتا ہے۔ (الخمر و سائر المسکرات ص ۹۵-۹۶)

اور فتاویٰ ثنائیہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ علیہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ۲ / ۴۳۶، ۴۳۷)

اور یاد رہے کہ شراب کے اڈوں اور ایسے ہوٹلوں میں کام کرنے والے بھی اس وعید و لعنت میں شامل ہیں۔ اگر وہ تعاون کریں اور یہی معاملہ ہوائی یا بحری جہازوں میں کام کرنے والے میزبانوں کا بھی ہے۔ وہ اس تعاون پر مجبور اور معذور نہیں سمجھے جائیں گے کیونکہ اس معاملہ میں وہ مل کر انکار و احتجاج کر سکتے ہیں۔

جیسا کہ ۷۶ء کے اواخر یا ۷۷ء کے اوائل میں اخبارات نے ایک خبر نشر کی تھی کہ مصر کے طیاروں کے پائلٹوں (کام کرنے والے ملازمین اور افسران) کی یونین نے یہ قرارداد پاس کی تھی کہ وہ کوئی ایسا طیارہ لے کر نہیں جائیں گے جس میں شراب ہو۔ اگر اس پر واقعی عمل بھی ہوا ہو تو کتنی ایمان افروز خبر ہے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے اسلامی ممالک کے ہوا بازوں، ایسے ہوٹلوں کے ملازمین کو بھی اس کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔ (بحوالہ الخمرام الخبائث والخمر و سائر المسکرات ص ۱۳۲-۱۳۶)

۴)—— اور دوسری مخدرات و منشیات کی تجارت کے سلسلہ میں مصر کے ایک سابق مفتی شیخ عبدالمجید سلیم نے اپنے فتویٰ میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے شراب کی تجارت کے حرام ہونے کے بارے میں کثیر احادیث وارد ہوئی ہیں اور مخدرات و منشیات پر بھی شراب کا اطلاق ہوتا ہے۔ لہٰذا شراب کی تجارت کی ممانعت دیگر منشیات کی تجارت کی ممانعت کو

بھی شامل ہے۔ ایسے ہی جن روایات میں تمام حرام اشیاء کی تجارت کی ممانعت آئی ہے وہ بھی منشیات کا کاروبار ممنوع ہونے کی دلیل ہے۔ اس طرح صاف واضح ہوگیا کہ تمام منشیات کی تجارت اور انہیں حصول منافع کیلئے ذریعہ روزگار بنانا حرام ہے۔ جبکہ اس میں گناہ پر تعاون کرنا بھی بلاشبہ پایا جاتا ہے۔

اور سورہ مائدہ کی آیت دوم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ولا تعاونوا على الاثم والعدوان	کہ گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون مت کرو

اسی بناء پر انہی جمہور فقہاء کا قول برحق ہے جو شراب تیار کرنے والے کے ہاتھوں انگور کا رس بیچنے کو بھی حرام کہتے ہیں اور گناہ پر اعانت کی وجہ سے اس بیع کو ہی باطل قرار دیتے ہیں۔(فقہ السنۃ ۲ / ۳۹۰)

اور خاص تمباکو کی خرید و فروخت کے بارے میں شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی اپنے رسالہ "حکم شرب الدخان" میں لکھتے ہیں:

اما الدخان شربه والاتجاريه والاعانة على ذالك فهو حرام لا يحل لمسلم تعاطيه شرباً واستعمالاً واتجاراً (فتویٰ الشیخ محمد بن ابراہیم ص ۲۶)	تمباکو پینا (یعنی تمباکو نوشی کرنا) اور اس کی تجارت کرنا یعنی خرید و فروخت اور اس کی خرید و فروخت پر کسی کا تعاون کرنا یہ سب حرام ہے اور کسی مسلمان کیلئے تمباکو کا استعمال تمباکو نوشی یا تجارت و خرید و فروخت کی صورت میں حلال نہیں ہے۔

۳۔ منشیات کی تجارت سے حاصل شدہ مال:

اب رہا معاملہ منشیات کی تجارت سے حاصل شدہ مال کا تو جب ان اشیاء کی تجارت حرام ہے۔ تب پھر قیمت بھی حرام ہوگی کیونکہ سورۃ البقرہ میں ارشاد الٰہی ہے:

ولا تاكلوا امولكم

بینکم بالباطل۔ — تم آپس میں ایک دوسرے کے اموال کو باطل طریقے سے مت کھاؤ۔

یہی بات سورۃ النساء آیت ۲۹ میں بھی ہے:

اور باطل طریقے سے مال کھانا دو طرح ہوتا ہے۔ ایک غصب و نصب' چوری چکاری یا خیانت و دھوکہ کر کے اور دوسرے قمار و جوا بازی اور عقود محرمہ کے ذریعے مال حاصل کر کے کھانا مثلاً سود' حرام اشیاء کی تجارت یا منشیات کا کاروبار' یہ سب طریقے دوسرے کے مال کو حرام و باطل طریقہ سے کھانے کے ہیں۔ کیونکہ حرام کی بیع ہی باطل ہے۔ اگرچہ طرفین کی رضامندی سے ہی کیوں نہ ہو اور حرام اشیاء کی قیمت کھانا بھی حرام ہے۔

جیسا کہ ابو داؤد و بیہقی اور ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ارشاد نبوی ہے:

ان اللہ حرم علی قوم اکل شیئی حرم علیھم ثمنہ۔ — جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر کوئی چیز حرام کرتے ہیں تو اس کی قیمت کو بھی حرام کر دیتے ہیں۔

(زاد المعاد ۵/۷۴۶)

اور زاد المعاد میں علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ جمہور فقہاء کے نزدیک شراب تیار کرنے والے کو انگور بیچ کر ان کی قیمت کھانا حرام ہے۔ ہاں اگر انگور کو عام کرنے والوں کے ہاتھوں بیچے تو پھر اس کی قیمت حلال ہے۔ (بحوالہ فقہ السنہ ۲ / ۳۹۲)

اور جب منشیات کا کاروبار ناجائز اور اس کی تجارت سے حاصل شدہ مال حرام ہے تو پھر اس مال کو اگر نیک کاموں میں بھی صرف کیا جائے تو ثواب نہیں ہوگا کیونکہ صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ہے۔

ان اللہ طیب ولا یقبل الا طیباً (بحوالہ سابقہ ص ۳۹۳) — اللہ پاک وطیب ہے اور صرف پاک وطیب چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔

ایسے ہی مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے۔

"قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی شخص جب حرام طریقہ سے مال کما کر رکھتا اور اس سے خرچ کرتا ہے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اور جب اس سے صدقہ کرتا ہے وہ قبول نہیں ہوتا۔"

اور اسی موضوع کی احادیث و آثار کو امام ابن رجب نے جامع العلوم والحکم میں جمع کر دیا ہے حتی کہ ایک حدیث میں ہے جو شخص حرام مال کما کر اس سے صدقہ کرتا ہے اسے اس کا اجر نہیں ملتا۔ بلکہ الٹا اس کا گناہ اس پر لاد دیا جاتا ہے۔ (ایضاً ص ۳۹۴)

۴۔ بھنگ و حشیش اور پوست کی کاشت:

سابق مفتی مصر شیخ عبدالمجید سلیم کے بقول

بھنگ و حشیش اور پوست کی کاشت بھی متعدد وجوہات کی بناء پر حرام ہے کیونکہ

اولاً تو اس کی حرمت پر ایک حدیث کی نص دلالت کرتی ہے جو کہ ابو داؤد اور بعض دیگر کتب حدیث میں مذکور ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے:

ان من حبس العنب ایام القطاف حتی یبیعه ممن یتخذه خمراً فقد تقحم النار علی بصیرة (فقہ السنۃ ۲/ ۳۹)	جس نے انگور اتارنے کے دنوں میں انہیں محض اس لئے روکے رکھا کہ شراب تیار کرنے والوں کو بیچوں گا وہ شخص نارِ جہنم میں جا گرا۔

جب انگور جیسے پھل کو اس غرض سے روکنا اس قدر گناہ اور حرام ہے تو بھنگ و چرس اور پوست کے پودے کی کاشت حرام کیوں نہ ہوگی۔

ثانیاً اس غرض کے لئے ان اشیاء کی کاشت گناہ پر تعاون کرنے کے مترادف ہے جو کہ گناہ ہے۔

ثالثاً ان اشیاء کی کاشت اس بات کی دلیل ہے کہ کاشت کار لوگوں کے ان اشیاء کو استعمال کرنے پر راضی ہیں جبکہ گناہ کے کام پر رضامند ہونا بھی گناہ ہے اور جو شخص ایسی اشیاء کو کم از کم دل سے بھی برا نہ سمجھے! ایسے شخص کے بارے میں صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ہے۔

لیس عندہ من الایمان حبۃ خردل اس کے دل میں ایمان کا ذرہ بھی نہیں۔
رابعاً جب کسی اسلامی حکومت کے قانون میں ان اشیاء کی کاشت سے روکا گیا ہو تو بھی اس کی تعمیل ضروری ہے کیونکہ اولی الامر کی اطاعت اگر اللہ و رسول کی معصیت کا حکم نہ ہو تو بالاتفاق واجب ہے۔ جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے **باب طاعۃ الامراء** میں مذکور حدیث مسلم کی شرح میں ذکر کیا ہے۔ اس اعتبار سے بھی بھنگ، چرس اور پوست کی کاشت بغرض منشیات حرام ہے۔(فقہ السنہ ۲ / ۳۹۱)

بقیہ تحریرات مناظرہ

پہلے یہ صلوۃ پڑھا کرو اور انھوں نے پڑھی ہو؟
ہم اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین**

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

ابو اسعد محمد صدیق

۹۶-۳-۱۳

نوٹ: تقریباً دو ماہ سے زائد عرصہ بیت چکا ہے۔ ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید واثق ہے کہ اس کا جواب آ بھی نہیں سکے گا۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو کتاب و سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین